



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَلَا تَقِيلُ الشِّرْكَاءَ فَانْشُرُوا بِنُورِ اللّٰهِ الَّذِي اَمِنْتُمْ بِكُمْ

اور جب کہا جائے کہ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہو، اللہ تمہارے ایمان والوں کے درجے بلند فرمائے گا (مجادلہ: ۱۱)



پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ایم۔ اے، بی۔ ایچ۔ ڈی

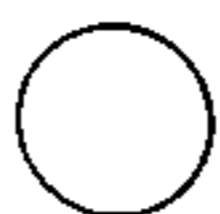
بین الاقوامی سلسلہ اشاعت نمبر

۸

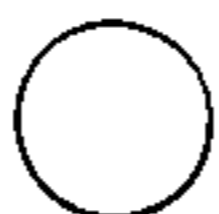
ادارہ مسعودیہ کراچی

۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

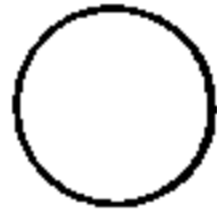


وہ کسی مبارک ساعت ہوگی جب اللہ نے اپنے نور سے نور محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پیدا فرمایا، آپ کے ذکر کو بلند فرمایا۔۔۔ پھر یہ خوشخبری سنائی، بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود بھیجتے ہیں۔۔۔ کائنات میں کوئی جگہ نہیں جہاں اللہ نہ ہو، وہ تو لامکان و لازماں ہے، کوئی جگہ نہیں جو درود سے نہ گونج رہی ہو، لامکان و لازماں میں بہا آرہی ہے۔۔۔ ہمارے کان نہیں سن سکتے، ہماری آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں۔۔۔ ہم کیا اور ہماری حقیقت کیا؟۔۔۔ رفع ذکر مطلوب رب کائنات ہے، جس عمل سے رفع ذکر ہو بلاشبہ وہ بھی مطلوب رب جلیل ہے۔۔۔ جب نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی مخلوق نہ تھی تو درود بھیجنے والا اللہ ہی اللہ تھا، پھر جب فرشتے پیدا کیے گئے تو وہ بھی درود بھیجنے لگے۔۔۔ ساری مخلوق کو اگر دس حصوں پر تقسیم کیا جائے تو ۹ حصے فرشتے ہیں اور ایک حصہ تمام مخلوق ہے۔۔۔ پھر اس مخلوق میں انسان کتنے ہیں؟۔۔۔ ان انسانوں میں مسلمان کتنے ہیں؟۔۔۔ ان مسلمانوں میں درود پڑھنے والے کتنے ہیں؟۔۔۔ ہم گنتیاں گنتے رہیں، حساب کتاب لگاتے رہیں مگر اللہ کے فرشتے تو ان گنت ہیں، ہر لمحہ و ہر آن درود بھیج رہے ہیں، سبحان اللہ!۔۔۔ جب یہ نوید سنائی گئی اور یہ آیت نازل ہوئی اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلَائِکَتُهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ تو محبوب رب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک چہرہ خوشی سے کھل اٹھا، صحابہ سے فرمایا، مجھے مبارک باد دو، آج مجھ پر یہ آیت نازل ہوئی ہے۔۔۔ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے مبارک بادیں پیش کیں۔۔۔ آیتیں تو سب ہی قرآن کی ہیں مگر یہ آیت محبوب کی محبوب ہے۔۔۔ مبارک ہے وہ جس نے اس آیت شریفہ کو اپنی پہچان بنا لیا!



محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر پاک بلند کرنا اللہ تعالیٰ کا مطلوب و مقصود ہے

اسی لیے ولادت و بعثت سے لاکھوں سال پہلے اللہ نے ذکر پاک کی پہلی محفل سجائی جس میں کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام شریک تھے۔ پھر برہنہ نے اپنی اپنی امتوں میں محفلیں سجائیں اور آپ کی آمد آمد کی خوشخبریاں سنائیں یہاں تک کہ آپ کا نام نامی سائے عالم میں جانا پہچانا ہو گیا۔ پھر آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ذکر پاک کی محفل سجائی جس میں ہزاروں امتی شریک ہوئے، اس محفل میں آپ نے اعلان فرمایا۔۔۔ "میں ایک سول کی خوشخبری سناتا ہوں جو میکہ بعد آئے گا اور جس کا نام "احمد" ہوگا۔۔۔ ان تمام محافل کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے، قرآن حکیم ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سنت الہی بھی ہے، سنت ملائکہ بھی ہے اور سنت انبیاء بھی ہے۔۔۔ کوئی نبی نہیں جس نے آپ کا ذکر نہ کیا ہو اور کوئی امت نہیں جس نے ذکر پاک کی محفل نہ سجائی ہو۔۔۔ حضرت آدم علیہ السلام نے آپ ہی کو سید سے دیا مانگی جو قبول ہوئی، جب آدم علیہ السلام کی زبان پر نام نامی آیا تو اولاد آدم اس ذکر پاک سے کیسے محروم رہ سکتی تھی؟ اسی لیے فرمایا اے ایمان والو! تم بھی درود بھیجو اور خوب خوب سلام بھیجو۔۔۔



اللہ اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درودینج رہا ہے۔۔۔ کس حالت میں بھج رہا ہے؟۔۔۔ کوئی نہیں بتا سکتا۔ کیا کھڑے ہو کر؟۔۔۔ نہیں نہیں، کھڑا ہونا تو بندوں کی صفت ہے، رب ذوالجلال کو اس سے کیا علاقہ؟ ہاں وہ اس حالت میں درودینج رہا ہے جس کو نہ دماغ سوچ سکتا ہے، نہ زبان بیان کر سکتی ہے اور نہ قلم لکھ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا ہی کمال عظمت کی دلیل ہے، اس سے بڑھ کر آپ کی عظمت کی اور کیا نشانی ہوگی؟۔۔۔ ہاں ربّ طیب اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درودینج رہا ہے اور اس کے فرشتے۔۔۔ ان گنت فرشتے پرا باندھے، صف بہ صف کھڑے درودینج رہے ہیں۔۔۔ سبحان اللہ، سبحان اللہ!۔۔۔ صلوٰۃ و سلام کے لیے کھڑا ہونا تو ان فرشتوں کی سنت ہے۔۔۔ آیت کریمہ میں پہلے ہی اشارہ فرما دیا ورنہ فرشتوں کے ذکر کی کیا ضرورت تھی؟۔۔۔ اللہ اللہ فرشتے ہمارے دائیں بائیں۔۔۔ فرشتے ہمارے آگے پیچھے کھڑے درودینج رہے ہیں۔۔۔

ہم بھیجیں نہ بھیجیں، ہم کھڑے ہوں یا نہ ہوں، وہ تو کھڑے ہوئے درودینج رہے ہیں۔
 ہم کو خبر تک نہیں، قرآن حکیم ہم کو بتا رہا ہے، ہاں قسم ہے ان پر اباندھے صفت بہ صفت
 کھڑے فرشتوں کی۔^{۱۹} محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
 نماز جنازہ میں کھڑے ہو کر درود پڑھا کرتے تھے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال
 کے بعد جب جدِ اطہر تخت پر کفنا کر لٹا دیا گیا تو حضرت جبرئیل، حضرت میکائیل، حضرت
 اسرافیل، حضرت عزرائیل علیہم السلام نے فرشتوں کے لشکروں کے ساتھ فوج در فوج صلوٰۃ
 سلام پیش کیا۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق پہلے مدینہ منورہ کے مردوں
 نے، پھر عورتوں نے، اس کے بعد بچوں نے باری باری، فوج در فوج آپ کے جدِ اطہر کے
 سامنے کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پیش کیا، یہ سلسلہ بارہ گھنٹے سے زیادہ عرصے تک جاری رہا
 ۔۔۔ تو کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پیش کرنا سنت صحابہ بھی ہے۔ آج روضہ انور کے سامنے
 سب کھڑے ہو کر ہی درود و سلام پیش کرتے ہیں۔

قیام کا حکم تو قرآن کریم میں بھی ہے اور قرینہ بتاتا ہے کہ یہ حکم سلام و قیام کو
 بھی شامل ہے۔ سلام و قیام، علم الہی میں تھا۔ مستقبل میں ہونے والے کاموں
 کے اشارے قرآن حکیم میں کر دیئے گئے مثلاً سواری کے جانوروں کا ذکر کر کے فرمایا کہ "ہم
 وہ سواریاں پیدا کریں گے جس کی تمہیں خبر نہیں"۔ آج وہ سواریاں ہم نے دیکھ لیں اور
 دیکھ لیں گے۔ ایک جگہ فرمایا "ہم انھیں دنیا بھر میں اپنی نشانیاں دکھائیں گے اور
 خود ان کے وجود کے اندر"۔ آج ہزاروں نشانیاں ہم نے دیکھ لیں اور وجود کے اندر
 کا یہ راز معلوم ہو گیا کہ سانس کی نالی میں کلمہ "لا الہ الا اللہ" اور دابنے پھینچنے پر محمد رسول اللہ
 لکھا ہوا ہے۔ تو عرض یہ کرنا ہے کہ علم الہی میں تھا کہ مجانب رسول صلی اللہ علیہ وسلم
 صلوٰۃ و سلام کے لیے کھڑے ہوا کریں گے چنانچہ ارشاد فرمایا۔ "اور جب کہا جائے
 کہ اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہو، اللہ تمہارے ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم
 دیا گیا ہے درجے بلند فرمائے گا اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔ یعنی میرے
 یا بانی محفل کھڑے ہونے کے لیے کہے تو حاضرین محفل بلا حیل و حجت کھڑے ہو جایا کریں،
 اللہ تعالیٰ ایسے مسلمانوں اور علماء کے درجے بلند فرمائے گا۔ بے شک اللہ ہمارے
 کھڑے ہونے کو دیکھ رہا ہے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہمارے سلام و قیام کو ملاحظہ

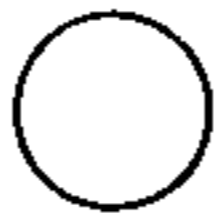
فرمایا ہے میںؑ — جب اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو دیکھ رہے ہیں تو کون ہے جو صلوٰۃ و سلام کے وقت کھڑا ہونا نہ چاہے گا؟ — مگر پھر بھی بعض حضرات سلام و قیام کے وقت نفرت و حقارت سے اُٹھ کر چلے جاتے ہیں اور یہ خیال نہیں فرماتے کہ کل قیامت کے دن جب منہ پر نہر لگا دی جائے گی اور ہمارے پاؤں ہمارے خلاف گواہی دیں گے اور یہ کہیں گے "خدا یا! جب حاضرینِ محفل تیسے حبیبِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھ رہے تھے تو یہ نفرت و حقارت سے اُٹھ کر اُٹے پاؤں واپس جا رہا تھا" — کیا ربِ جلیل کے سامنے اس بیان سے ہمارا سروِ نیچا ہو گا یا نیچا ہے؟ — یہ فیصلہ آپ خود فرمائیں۔ — ہم فائبرو اسٹار ہوٹلوں میں بھی ٹھہرتے ہیں اور وہاں دینی محفلوں میں شریک بھی ہوتے ہیں جب کہ سب کو معلوم ہے کہ فائبرو اسٹار ہوٹل منکرات اور محرّمات کے مراکز ہیں اور ایسے مراکز سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے دامن بچانے کی ہدایت فرمائی ہے — کوئی دامن نہیں بچاتا، سب جوق در جوق جاتے ہیں۔ —



بے شک اجتماعی طور پر کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھنا سنت ملائکہ بھی ہے اور سنت صحابہ بھی ہے اور سنت علماء و صلحاء بھی — آج سے کچھ کم سات سو برس پہلے جلیل القدر عالم و عارف امام تفتی الدین سبکیؒ (م۔ ۷۵۶ھ / ۱۳۵۵ء) کی محفل میں علماء کرام کا عظیم اجتماع تھا، اس محفل میں ایک عاشقِ رسول نے امام صرصریؒ کا ایک شعر پڑھا جس کا مفہوم تھا کہ "عزت اور شرف والے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر جمیل سن کر صف بہ صف کھڑے ہو جاتے ہیں" — یہ شعر سنا تھا کہ میرے مجلسِ امام تفتی الدین سبکیؒ کھڑے ہو گئے، وہ کیا کھڑے ہو گئے تمام علماء کھڑے ہو گئے — کیوں نہ کھڑے ہوتے کہ فرشتے بھی تو کھڑے ہیں! — کیوں نہ کھڑے ہوتے کہ صحابہ بھی تو کھڑے ہوئے تھے! — کھڑے ہونے کا یہ سلسلہ چل نکلا — کچھ کم چار سو برس پہلے محدثِ وقت شیخ عبدالحق محدثِ دہلوی (م۔ ۱۰۵۲ھ / ۱۶۴۲ء) بھی صلوٰۃ و سلام کے لیے کھڑے ہوتے تھے اور اس کو عظیم سعادت سمجھتے ہوئے وسیلۂ نجاتِ اخروی تصور فرماتے تھے — مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی اشرف علی تھانوی کے مرشدِ کریم حضرت حاجی محمد ادا اللہ ہاجر علی (م۔ ۱۳۱۰ھ / ۱۸۹۲ء)

کوئی سو برس پہلے صلوٰۃ و سلام کے لیے کھڑے ہوتے تھے اور اس میں بے حد سرور و کیف پاتے تھے۔ یہ محدثین و علماء ملت اسلامیہ کے پاسبان تھے۔ انہوں نے ایسے عرفا و علماء پر تنقید ہماری عادت بن گئی۔ قرآن کریم میں تو لکھا ہے کہ جب سرکشوں نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی (ناقتہ اللہ) کی شان میں دست درازیاں کیں تو آن کی آن میں وہ تباہ و برباد کر دیئے گئے۔ ہم اللہ کے دوستوں (اولیاء اللہ) کی شان میں مسلسل زبان درازیاں کر رہے ہیں حتیٰ کہ ان کے نیک اعمال کو کفر و شرک سے تعبیر کر رہے ہیں تو ہمارا کیا حال ہوگا؟ ہم خود عذاب الہی کو دعوت دے رہے ہیں۔ دین کیسے ہزاروں کاوشوں کے باوجود عالم اسلام پر ظلمت کے بادل چھا رہے ہیں۔ یہ کیا ہو رہا ہے؟ یہ کیوں ہو رہا ہے؟ اندھیرا بڑھ رہا ہے، ہاتھ کو ہاتھ نہیں سوجھتا۔ اپنے دل سے پوچھیں، وہی ٹھیک بات بتاتا ہے، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے دل سے پوچھو، اپنے دل سے فیصلہ طلب کرو۔

الحمد للہ صلوٰۃ و سلام کے لیے ہمارے وہ تمام اسلاف کھڑے ہوتے تھے جن کی تقویٰ و پرہیزگاری، طہارت و صداقت، پاکیزگی و پارسائی کی ہم قسم کھا سکتے ہیں۔ عالمی سطح پر ہر بڑے عظیم میں ذکر پاک کی مخلص ہوتی ہیں اور کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پیش کیا جاتا ہے حتیٰ کہ سعودی عرب میں جہاں مواجہہ شریف کے علاوہ کسی محفل پاک میں کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پیش کرنا ممنوع ہے (مگر جھنڈے کی سلامی اور قومی ترانے کے لیے کھڑے ہونے کا حکم ہے) وہاں پر پابندی کے باوجود دیہاتی لوگ ۱۲ ربیع الاول کو مذہبی عیدوں میں ایک عید تصور کرتے ہیں، ولادت کی رات ذکر ولادت کرتے ہیں اور کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پیش کرتے ہیں، یہ دیہاتی مسلمان عربوں کا معمول ہے۔ اللہ نے حکم دیا ہے کہ ہمارے پیاروں کے راستے پر چلتے رہو، دانائی یہی ہے کہ ہم عشق کو عقلِ نارسا کے بھینٹ نہ چڑھائیں اور اپنی محبت کو رسوا نہ کریں۔



حقیقت یہ ہے کہ سلام کے مزاج میں کھڑے ہونا ہے چنانچہ روضہ النور کے سامنے آج بھی کھڑے ہو کر ہی صلوٰۃ و سلام پیش کیا جاتا ہے۔ حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم کے حضور بھی کھڑے ہو کر ہی سلام پیش کرتے ہیں۔ حضور انور صلی اللہ

کر رہی ہیں، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرما رہے ہیں، ”یا رسول اللہ! ان بکریوں سے زیادہ حقدار تو ہم ہیں“ (کہ آپ کو سجدہ کریں) — آپ نے فرمایا، ”میری اُمت میں کوئی کسی کو سجدہ نہ کرے“^{۵۳} —

② ایک باغ میں دوسرکٹش اونٹ آپ کے حضور سجدے میں گرے ہوئے ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم عرض کر رہے ہیں — ”حضور ہم کو اجازت نہ دیں گے؟“ — فرمایا — ”سجدہ مہیکر لیے نہیں“^{۵۴} —

③ ایک فریبہ اونٹ سارے آبا، سجدہ میں گر پڑا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا — ”چوپاؤں سے زیادہ تو ہم کو چاہیے کہ حضور کو سجدہ کریں“ — فرمایا — ”کسی کو کسی کا سجدہ مناسب نہیں“^{۵۵} — چوپائے کیوں نہ سجدہ کریں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم خود فرما رہے ہیں — ”میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں“^{۵۶} —

آپ نے ملاحظہ فرمایا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم کی کیسی تڑپ تھی؟ یہ ان کا ادب تھا — وہ آپ کے نسبت رکھنے والی ہر چیز کا ادب کہتے تھے۔ ایسا ادب جس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے، اس ادب سے انھوں نے بلند رتبے پائے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ادب و احترام اور تعظیم و تکریم کا سلیقہ تعلیم فرمایا، اور انھوں نے ہم کو سکھایا — حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو سائے انسانوں، سائے فرشتوں، سائے نبیوں سے افضل ہیں جب آپ نے اہل بیت اطہار، ازواج مطہرات اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے قیام فرمایا تو پھر آپ کے لیے قیام کیوں نہ کیا جائے؟ — یہ سوال عہد جدید کے بچے کے ذہن میں آسکتا ہے — مگر اس کا کوئی جواب نہیں! — اور عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بچے تو سراپا ادب تھے — ان کے سامنے یہ سوال تھا ہی نہیں، وہ توجان و دل سے فدا تھے —

ہاں، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ایسے اُٹھنے کو ناپسند فرماتے تھے جس کا رواج عجیبوں میں تھا^{۵۷}۔ جس کا رواج ہمارے ہاں بھی تھا اور اب بھی ہے — اس رواج سے انسانیت کی تذلیل ہوتی ہے اور جس کے لیے کھڑا ہوا جائے اس کی فرعونیت بڑھتی جاتی ہے — حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے یہ واقعہ لکھا ہے کہ جہاں گیر

بادشاہ کے دربار میں ایک وزیر کھڑا تھا، ایک لمحہ کے لیے اُس کی نظر بادشاہ سے ہٹ کر اپنے کپڑوں پر چلی گئی، بادشاہ نے دیکھ لیا اور غضبناک ہو کر فرمایا — ”میں اس بات کو برداشت نہیں کر سکتا، میرا وزیر میرے حضور میں اپنے کپڑے کے بند کی طرف توجہ کرے“

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کھڑا ہونا پسند نہ تھا جو خادم کو ذلیل اور مخدوم کو مغرور بنا دے۔ جیسے بادشاہ کے سامنے درباریوں کا کھڑا ہونا۔ جیسے حاکم اعلیٰ کے سامنے محکوموں کا کھڑا ہونا۔ جیسے زمیندار کے سامنے کسانوں کا کھڑا ہونا۔ جیسے جاگیردار کے سامنے ملازموں کا کھڑا ہونا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہانہ شان و شوکت اور امیرانہ ٹھاٹھ باٹھ کو کبھی پسند نہ فرمایا۔ اسی سادہ زندگی اختیار فرمائی کہ شاہان عالم کے سامنے پروٹوکول آپ کی سادگی پر قربان! — آپ نے مسکینوں کے طرز زندگی کو اپنایا اور ان کو وہ حوصلہ دیا کہ وہ دنیا کے قائد و رہبر بن کر ابھرے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو انسانوں کو عزت دینے آئے تھے، یہ کیسے گوارا فرماتے کہ انسان، انسان کی تذلیل کرے؟

آپ نے اعلان فرما دیا — ”جس کو اس بات کی خوشی ہو کہ لوگ اس کے لیے کھڑے ہوں تو اُسے اپنا ٹھکانہ جہنم بنا لینا چاہیے“ کھڑے ہونے والوں کے لیے کچھ نہ فرمایا، دل کے روگی کو وعید سنائی۔ بے شک کسی کے خوف یا خوشامد کی وجہ سے کھڑے ہونے کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند نہ فرمایا۔ ہاں، کسی کے لیے خلوص و محبت اور عزت و احترام کا جذبہ ہو تو پھر ایسے کھڑے ہونے کو نہ صرف یہ کہ پسند فرمایا بلکہ آپ نے خود قیام فرمایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کھڑے ہونے کا حکم دیا۔ ہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کمال محبت اور ان پر کمال شفقت کی وجہ سے اپنے لیے اُن کا اٹھنا پسند نہ فرماتے تھے۔ اللہ اکبر! آپ کی بہر بانی و شفقت کا یہ عالم تھا کہ اپنے لیے اٹھنے کی ادنیٰ تکلیف بھی گوارا نہ فرمائی جب وہ تکلیف تکلیف تھی ہی نہیں، عین راحت تھی۔ قرآن حکیم میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر آپ کی کمال شفقت و بہر بانی کا اس طرح ذکر فرمایا گیا ہے —

”وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گرا ہے، تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے، مسلمانوں پر بہر بانی، بہر بانی“ اللہ اکبر! اتنے شفیق و کریم کہ مسلمانوں کو ذرا سی تکلیف بھی نہ ہونے دیں، ہم سے زیادہ ہماری بھلائی کے چاہنے والے، ہاں اس عادت شریفہ پر ہی یہ انعام خاص عطا فرمایا گیا کہ رب ذوالجلال نے اپنے دونوںوں سے آپ کو مشرف فرمایا

— اللہ بھی رؤف و رحیم ﷺ اور آپ بھی رؤف و رحیم ﷺ — سبحان اللہ، سبحان اللہ! — حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال شفقت و مہربانی کو جب ہم آپ کی تعظیم کے لیے نہ کھڑے ہونے کا بہانہ اور دلیل بناتے ہیں تو عقل حیرت سے ہمارا منہ تکتی ہے — دل ٹکڑے ٹکڑے ہوئے جاتا ہے اور عشق اشکبار ہے — کیا ان کا چلبسنے والا اس طرح بھی سوچ سکتا ہے — کیا قیامت ہے کہ بندگی اور نیاز مندی کے سارے آداب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مخصوص کر دیئے جائیں اور تعظیم و تکریم کی ساری ادائیں اپنے لیے مخصوص کر لی جائیں! — یہ کیا انصاف ہے، یہ کیسی محبت ہے؟ — عقل حیران ہے —

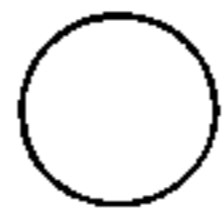
سوال کرنے والا سوال کر سکتا ہے کہ اگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلقاً تعظیم کے لیے کھڑا ہونا پسند نہ تھا تو پھر اپنے پیاروں کے لیے آپ کیوں کھڑے ہوئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کھڑے ہونے کا حکم کیوں دیا؟ — اس کا کوئی جواب نہیں — آپ نے ناپسندیدہ بات کا کبھی حکم نہیں دیا، جو خود پسند فرمایا، اُس کا حکم دیا۔ اگر یہ سمجھ لیا جائے کہ تعظیم کے لیے کھڑا ہونا ہی آپ کو ناپسند تھا تو کیا آپ نے ناپسندیدہ بات کا حکم دیا؟ — معاذ اللہ ثم معاذ اللہ! — اس کا تو کوئی مسلمان تصور بھی نہیں کر سکتا — کسی کے لیے دل میں پیار و محبت ہو تو خود بخود کھڑے ہونے کو جی چاہتا ہے، نفرت و عداوت ہو تو کھڑا ہونا تو درکنار سلام کرنے کو بھی جی نہیں چاہتا — یہ انسان کی فطرت ہے — کسی کے لیے ذوق و شوق سے کھڑا ہونا، خلوص و محبت کی علامت ہے اور نہ کھڑے ہونا نفرت و عداوت کی — کسی کی دل سے تعظیم و تکریم کرنی ہوتی ہے تو ہم کھڑے ہوتے ہیں تزییل و تھخیر کرنی ہوتی ہے تو ہم بیٹھے رہتے ہیں — یہ ہماری عادت ہے — ہم اپنی اداؤں سے محبت و اُلفت اور نفرت و عداوت کا اظہار کرتے ہیں — اللہ تعالیٰ نے بار بار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کا حکم دیا ہے۔ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ تعظیم و تکریم کے لیے کھڑا ہونا تاریخ کے ہر دور میں عزت و احترام کی علامت رہی ہے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ خلوص دل کے ساتھ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا اہل بیت اطہار، ازواج مطہرات اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب ہی کی سنت ہے — اللہ اکبر! حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نہ کھڑے ہوں گے تو کس کیلئے کھڑے

ہوں گے؟ — ذرا اپنے دل سے پوچھیں، دل ہی سچی بات بتاتا ہے۔۔۔۔۔ بلاشبہ آپ ساری مخلوق سے افضل ہیں، کائنات کے مطلوب اور اللہ کے محبوب ہیں۔ وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ ہتا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو جان میں وہ جہان کی، جان ہے تو جہان ہے

(۲) جہاں تک ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونے کا تعلق ہے تو شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے حاضری کا ادب یہی سکھایا ہے کہ حاضر ہونے والا ہاتھ باندھ کر اس طرح کھڑا ہو جس طرح نماز میں کھڑے ہوتے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اسی طرح کھڑے ہوتے تھے جہی تو شیخ محدث دہلوی یہ فرما رہے ہیں — ”در آں جناب عظمت دست راست را بردست چپ بند چناں چہ در حالت نماز کنند“ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تو یہ ہے کہ اگر نماز کی حالت میں یاد فرمائیں تو حاضر ہونا ہی ہونا ہے تو پھر نماز کی طرح ہاتھ باندھنے کی بات کیا کی جائے؟

(۳) اصل میں اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے اور نیتوں کا حال اللہ کو معلوم ہے ہم اپنے بھائیوں سے اچھا ہی گمان رکھیں۔ دوسروں سے بدگمانی نہ کریں کہ بعض بدگمانیاں گناہ کبیرہ ہیں۔ اہل سنت کا یہ عقیدہ نہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر محفل میں تشریف لاتے ہیں، آپ کی شان تو یہ ہے کہ اپنی حریم ناز سے سب کچھ ملاحظہ فرماتے ہیں۔ وہ دُور ہوتے ہوئے بھی ہمارے قریب ہیں اور بہت قریب آتے ہیں۔ آپ کو اللہ نے شاہد بنا کر بھیجا اور شاہد وہ ہے جو ہمارے قریب ہو اور ہمیں دیکھ بھی رہا ہو۔ بلاشبہ وہ ہمارے قریب ہیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تو بہت عالی ہے، اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں میں جس کو چاہتا ہے یہ طاقت عطا فرماتا ہے کہ جہاں چاہیں چلے جائیں۔ یہ باتیں ہماری عقل میں نہیں آتیں۔ ہماری عقل میں کیا آتا تھا؟ اب سب کچھ آنے لگا جو نہیں آتا وہ بھی آنے لگے گا۔ ہم اس حد تک آگے چلے گئے کہ صلوٰۃ و سلام کے لیے کھڑے ہونے والوں کو کافر و مشرک کہنے لگے اور یہ خیال تک نہ کیا کہ ہم نے یہ حکم لگا کر ماضی و حال کے کروڑوں مسلمانوں اور علماء و مشائخ کو بیک جنبش قلم کافر و مشرک بنا دیا۔ افسوس ہم نے یہ کیا کیا؟ کیا کسی عاشق نے اپنے محبوب کی تعظیم کے لیے کھڑے ہونے والوں کے خلاف کبھی ایسی مہم چلائی؟ اور ایسا

حکم لکایا ہے — مجتہد کی پوری تاریخ خاموش ہے — کوئی ایک مثال بھی نظر نہیں آتی — ہم قومی جھنڈے کی سلامی اور قومی ترانے کے لیے کھڑے ہوتے ہیں — اپنے دل سے پوچھئے کیا دو عالم کے تاجدار، آقائے نامدار، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وازواجہ وسلم قومی جھنڈے اور قومی ترانے سے بھی کم ہیں؟ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) نہیں نہیں وہ تو اس قوم کی آبرو ہیں جس کی نسبت سے اس جھنڈے اور اس ترانے کو یہ عزت ملی کہ اس کے لیے ہم سب کھڑے ہوتے ہیں — جب یہ جھنڈا اور ترانہ قابلِ تعظیم ہے تو جس کے صدقے میں ہیں یہ دونوں ملے وہ کیوں قابلِ تعظیم نہ ہوگا — ہماری عقل یہی کہتی ہے، ہمارا ضمیر یہی کہتا ہے، ہاں ع آبروئے مازنام مصطفیٰ ست! — بے شک صلوة و سلام کے لیے کھڑے ہونا سنت ملائکہ بھی ہے، سنت صحابہ و صلحاء بھی ہے — جھنڈے کی سلامی، قومی ترانے کے لیے قیام نہ سنت ملائکہ ہے، نہ سنت صحابہ، نہ سنت صلحاء و علماء — جس عمل میں نہ ثواب ہو اور نہ عذاب اس سے بدرجہا بہتر وہ عمل ہے جس میں ثواب ہی ثواب ہو — صلوة و سلام کی شان قرآن حکیم نے یہ بتائی کہ جو درود پڑھتا ہے اللہ اور اس کے فرشتے اس پر درود بھیجتے ہیں، سبحان اللہ، سبحان اللہ! — اور درود پڑھنے والے کی حدیث پاک میں یہ شان بتائی کہ اللہ اور اس کے فرشتے ایک بار درود پڑھنے والے پر دس بار درود بھیجتے ہیں — اللہ اکبر! یہ کہیں نہیں فرمایا کہ جو کھڑے ہو کر درود و سلام پڑھے گا اللہ اور اس کے فرشتے اس پر درود و سلام نہیں بھیجیں گے — قرآن کریم میں تو بہت سے مقامات پر کھڑے ہونے کا ذکر ہے — اللہ و رسول کی تعظیم کے لیے، ذکر و فکر کے لیے — جب اللہ اور اس کے فرشتے درود و سلام پڑھنے والوں پر درود بھیج رہے ہیں تو پھر ہم سلام و قیام سے منہ پھیر کر کیوں اتنی بڑی دولت سے محروم ہو رہے ہیں؟ — اللہ عطا فرما رہا ہے، اس کے فرشتے دے رہے ہیں مگر ہم نہیں لے رہے، چیف! ہم کیا کر رہے ہیں! — قرآن کریم میں فرمایا، ”آپ کی برآنے والی گھڑی، پچھلی گھڑی سے بہتر ہے“ — بے شک ہر آن بلندیاں ان کے قدم چومتی رہیں گی، ان کا چرچا ہوتا ہے گا یہاں تک کہ آپ کو مقام محمود پر سرفراز کیا جائے گا — جہاں سب آپ کے سامنے کھڑے ہوں گے —



مندرجہ بالا حقائق و شواہد کے باوجود اگر کوئی قیام کو نئی بات تصور کرتا ہے تو اس کے اطمینان قلب کے لیے قرآن و حدیث کا کافی ہے۔ قرآن حکیم میں رنمائے الہی کچے لیے نئی بات جاری کرنے والے اور اس پر قائم رہنے والے کے لیے اجر و ثواب کی بشارت سنائی گئی ہے۔ اور حدیث شریف میں ایسی اچھی بات نکالنے والے اور اس پر عمل کرنے والے کو دھڑے ثواب کا مستحق قرار دیا گیا ہے۔ ہاں سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف عمل کرنے والے کو ضرور ضلالت و گمراہی کی وعید سنائی گئی ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم سے اور اچھی بات کیا ہوگی، قرآن کریم میں اس کا بار بار حکم دیا گیا ہے۔ اس میں ثواب ہی ثواب ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایک اندازِ فکر تو وہ ہے جو ابوہریر اور ابولہب نے اختیار کیا تھا۔ وہ آپ کو صرف اپنے جیسا بشر جانتے اور مانتے تھے۔ مگر دوسرا اندازِ فکر وہ ہے جو حضرت صدیق اکبر اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے اختیار کیا۔ وہ آپ کو اللہ کا رسول جانتے اور مانتے تھے۔ ساری خرابیوں کی جڑ یہ تصور ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم صرف بشر ہیں۔ اور ساری اچھائیوں کی اصل یہ تصور ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اول و آخر اللہ کے رسول اور محبوب ہیں۔ اللہ نے آپ کو سارے جہاں کا ہادی و رہبر اور محبوب و مطلوب بنایا۔ محبت کی فطرت میں نکتہ چینی نہیں۔ وہ ہر اس ادا کو پسند کرتی ہے جس سے محبوب کی تعظیم و تکریم اور تعریف و توصیف ہو۔ سلام و قیام بھی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم کا والہانہ انداز ہے، محبت کا تقاضا تو یہی ہے کہ یہ انداز اچھا لگنا چاہیے۔

پہلی بات یہ ہے کہ سلام و قیام کا مقصود تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم ہے جس کا ہمیں قرآن میں بار بار حکم دیا گیا ہے۔ آیت کریمہ **إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلَامٌ كَثِيرٌ** نازل کر کے تعظیم و تکریم کا سلیقہ بتا دیا۔ درود و سلام کے لیے نہ کسی وقت کا تعین فرمایا، نہ کسی خاص بیئت کا بلکہ فرشتوں کی طرف اشارہ کر کے صلوة و سلام کیئے ہر بیئت کو جائز قرار دے دیا۔ بعض فرشتے قیام کی حالت میں ہیں، بعض رکوع کی حالت میں، بعض سجدے کی حالت میں اور بعض قعود کی حالت میں۔ مقصود تعظیم رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے، خواہ بیٹھ کر کی جائے یا کھڑے ہو کر، ہر حالت میں ثواب ہی ثواب۔



Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

بے — اللہ تعالیٰ خود فرما رہا ہے — ”جب نماز پڑھ چکو تو اللہ کی یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر بیٹھے ۱۵۵ — حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد بھی اللہ ہی کی یاد ہے بلکہ یہ تو اللہ کی محبوب یاد ہے، محبوب ذکر ہے — غور فرمائیں نماز پڑھنے کے بعد کھڑے ہو کر ذکر کرنے کا حکم دیا، اس میں رازِ محبت پوشیدہ ہے جو محرم راز ہیں، جانتے ہیں — ہماری سعادت اسی میں ہے کہ صلوٰۃ و سلام کھڑے ہو کر پیش کریں، یہ سنت ملائکہ بھی ہے، سنت صحابہ بھی اور سنت علماء و صلحاء بھی — انھیں کی راہ پر چل کر ہم منزل تک پہنچ سکتے ہیں —

عطا اسلاف کا سوز و دروں کر!
شریک زمرہ لایحزنونا کر! آمین!

احقر محمد حود احمد عفی عنہ

۲۰ ربیع الآخر ۱۴۱۶ھ / ۱۴ ستمبر ۱۹۹۵ء



حواشی

- ۱۔ مصنف ابن عبد الرزاق و فتاویٰ حدیثیہ، ص ۲۸۹ ۲۔ سورة الانشراح، آیت نمبر ۴
 ۳۔ سورة الاحزاب، آیت نمبر ۵۶ ۴۔ سورة البقرہ، آیت نمبر ۱۱۵
 ۵۔ الکلام الاوضح، کراچی ۱۹۸۶ء، ص ۲۲۱ بحوالہ مستدرک و طبری ۶۔ سورة الاحزاب، آیت نمبر ۵۶
 ۷۔ معارج النبوة، ج ۱، ص ۳۱۲، لاہور ۸۔ سورة الانشراح، آیت نمبر ۴
 ۹۔ سورة آل عمران، آیت نمبر ۸۱ ۱۰۔ سورة البقرہ، آیت نمبر ۱۳۶
 ۱۱۔ سورة الصف، آیت نمبر ۶ ۱۲۔ فتاویٰ ابن تیمیہ، ج ۲، ص ۱۵۰
 ۱۳۔ سورة الاحزاب، آیت نمبر ۵۶ ۱۴۔ سورة الصافات، آیت نمبر ۱
 ۱۵۔ سورة رعد، آیت نمبر ۱۱ ۱۶۔ سورة الصافات، آیت نمبر ۱۸
 ۱۷۔ سورة الصافات، آیت نمبر ۱۹

- ۲۱۷ فتاویٰ رضویہ، ج ۴، ص ۵۴ بحوالہ بیہقی و حاکم و طبرانی ۲۱۷ مدارج النبوة، ج ۲، ص ۴۴
- ۲۱۸ سورۃ نحل، آیت نمبر ۱۸ ۲۱۸ سورۃ فصلت، آیت نمبر ۵۳
- ۲۱۹ روزنامہ "البلاد" (سعودی عرب) شمارہ یکم شعبان المعظم ۱۴۱۲ھ ۲۱۹ سورۃ مجادلہ، آیت نمبر ۱۱
- ۲۲۰ سورۃ شعراء، آیت نمبر ۲۱۸ ۲۲۰ سورۃ بقرہ، آیت نمبر ۱۰۴
- ۲۲۱ سورۃ النور، آیت نمبر ۲۲
- ۲۲۲ اہل حدیث عالم مولوی نذیر حسین دہلوی (م۔ ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۰ء) نے امام تقی الذین سبکی کی جدالت شان کا اعتراف کرتے ہوئے ان کو "امام جلیل مجتہد کبیر" تسلیم کیا ہے اور لکھا ہے کہ ان کے اجتہاد پر عمل کا جہاد ہے۔ اقلی و تخطی فتویٰ بحوالہ اقامۃ القیامہ، لاہور، ص ۱۳ و ۳۳
- ۲۲۳ یحییٰ بن یوسف صرصی (م۔ ۶۵۶ھ/۱۲۵۸ء) اپنے وقت کے جلیل القدر فقیہ اور ادیب و شاعر تھے۔ (عمر رضا کجالی: معجم المؤلفین، بیروت، ج ۱۳، ص ۳۳۶-۳۳۷)
- ۲۲۴ طبقات الکبریٰ، ج ۱، ص ۲۰۸، مصر
- ۲۲۵ اخبار الانبیاء، ص ۶۲۴، کراچی ۲۲۵ فیصلہ ہفت مسئلہ (مع تعلیقات)، لاہور، ص ۱۱۱
- ۲۲۶ سورۃ الاعراف، آیت نمبر ۷ ۲۲۶ سورۃ یونس، آیت نمبر ۶۲
- ۲۲۷ سید محمد جعفر برزنجی نے عقد الجواہر فی مولد النبی الازہر میں قیام کو مستحب فرمایا ہے۔ شاہ رفیع الدین محدث دہلوی (م۔ ۱۳۴۹ھ/۱۸۳۷ء) نے تاریخ الحزمین میں علامہ برزنجی کی خوب خوب تعریف کی ہے اقامۃ القیامہ نقشبندی فاؤنڈیشن برائے تعلیمات اسلامی (امریکہ) کی طرف سے شکاگو میں ۲۶ اور ۲۷ اگست ۱۹۹۵ کو انٹرنیشنل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس منعقد کی گئی جس میں فضلاء اور محققین نے شرکت کی اور کھڑے ہو کر سلام پیش کیا گیا (پاکستان لک (امریکہ) شمارہ جمعہ ۸ ستمبر ۱۹۹۵ء، ص ۱۰) اس قسم کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔
- ۲۲۸ مائق بن غیث البلادی: الادب الشیبی فی الحجاز، مکہ مکرمہ ۱۹۸۲ء ۲۲۸ بخاری شریف، ص ۹۸۱-۹۱۹
- ۲۲۹ الانوار المحمدیہ من مواہب المحدثیہ، ص ۲۰۱ ۲۲۹ سنن ابی داؤد، کراچی، ص ۷۰۸: ترمذی، ج ۲، ص ۴۰۴
- ۲۳۰ ہاشم تومی: بیاض ہاشمی، ج ۲، ورق ۲۴۹ (قلمی) ۲۳۰ بیاض ہاشمی، ج ۲، ورق ۲۵۰
- ۲۳۱ ایضاً، ورق ۲۵۰ ۲۳۱ بخاری، کراچی، ج ۱، ص ۵۳۴، ج ۲، ص ۷۷۸: مسلم، کراچی، ج ۲، ص ۳۰۵
- ۲۳۲ سنن ابی داؤد، کراچی، ص ۷۰۸ ۲۳۲ بخاری، کراچی، ج ۱، ص ۳۶۵: مسلم، کراچی، ج ۲، ص ۳۶۶
- ۲۳۳ سنن ابی داؤد، کراچی، ص ۳۸۷ ۲۳۳ بخاری، کراچی، ج ۲، ص ۹۲۶: سنن ابی داؤد، کراچی، ص ۷۰۸
- ۲۳۴ بخاری، کراچی، ج ۲، ص ۶۳۶: ج ۲، ص ۹۲۶

- ۵۱۰ بخاری شریف ج ۱، ص ۱۰۵، اسلام آباد، ۱۹۸۵ء، مسلم شریف، ج ۱، ص ۳۱۰، اسلام آباد، ۱۹۸۵ء
- ۵۱۱ کنز العمال، ج ۱۵، ص ۵۹۴، بیروت ۱۹۷۹ء، ۵۲ مشکوٰۃ، ج ۲، ص ۶۸۹
- ۵۱۲ غلام جیلانی میرٹھی: بشیر القاری بشرح صحیح البخاری، دہلی، ص ۲۱۸، ۲۱۹، ص ۲۱۹، ص ۲۱۹، ص ۲۱۹، ص ۲۱۹
- ۵۱۳ مسلم شریف، ج ۲، ص ۲۵۶، مسلم، ج ۲، ص ۲۹، مشکوٰۃ، ص ۷۴
- ۵۱۴ ابی داؤد، ج ۳، پارہ ۳۲، ص ۶۶۸، مشکوٰۃ، ج ۲، ص ۶۸۸، احمد سرہندی: مکتوبات، دفتر دہلی
- ترجمہ اردو، کراچی، مکتوب نمبر ۲۹۳، ص ۴۳۳، ترمذی، ج ۲، ص ۱۲۰، حدیث نمبر ۶۱۲، ص ۶۱۲
- ابی داؤد، ج ۳، ص ۶۶۷، حدیث نمبر ۱۷۸۸، مشکوٰۃ، ج ۲، ص ۶۸۸، حدیث نمبر ۴۴۶۶
- ۵۱۵ ترمذی، ج ۲، ص ۱۲۰، حدیث نمبر ۶۱۳، مشکوٰۃ، ج ۲، ص ۶۸۸، حدیث نمبر ۴۴۶۵
- ۵۱۶ قرآن حکیم، سورہ توبہ، آیت نمبر ۱۲۸، ۵۱۳ قرآن حکیم، سورہ بقرہ، آیت نمبر ۱۴۳، سورہ توبہ، آیت نمبر ۱۱، سورہ نحل، آیت نمبر ۴۷، سورہ حج، آیت نمبر ۶۵، سورہ نور، آیت نمبر ۲، سورہ صید، آیت نمبر ۹، سورہ حشر، آیت نمبر ۱۰، ۵۱۴ قرآن حکیم، سورہ توبہ، آیت نمبر ۱۲۸
- ۵۱۷ قرآن حکیم، سورہ مائدہ، آیت نمبر ۱۲، سورہ فتح، آیت نمبر ۹، سورہ اعراف، آیت نمبر ۱۵۷
- ۵۱۸ جذب القلوب الی دیار المحبوب، کلکتہ ۱۳۶۳ھ، ص ۲۳۳، ۵۱۷ سورہ انفال، آیت نمبر ۲۴
- ۵۱۹ بخاری شریف، ج ۱، ص ۱۰۱، لاہور، ۵۱۹ سورہ حجرات، آیت نمبر ۱۲
- ۵۲۰ قاسم نانوتوی، آب حیات، دہلی، ص ۷۳، المعجم الکبیر، ج ۲۰، ص ۲۱-۲۲، بغداد
- ۵۲۱ سورہ نساء، آیت نمبر ۴۱، سورہ نحل، آیت نمبر ۸۹، سورہ فتح، آیت نمبر ۸، بخاری شریف، ج ۲، ص ۷۵
- ۵۲۲ دہلی، مشکوٰۃ شریف، ص ۴۴۶، کراچی، المعجم الکبیر، ج ۱۱، ص ۷۴، تفسیر مظہری، ج ۱، ص ۱۴۱، دہلی
- ۵۲۳ سورہ احزاب، آیت نمبر ۲۳، محمد علی الصابونی، روائع البیان، ج ۲، ص ۳۳۷
- ۵۲۴ سورہ نساء، آیت نمبر ۱۰۳، سورہ آل عمران، آیت نمبر ۱۹۱، سورہ الفرقان، آیت نمبر ۶۴، سورہ النحل، آیت نمبر ۱۵۷
- ۵۲۵ سورہ الاسراء، آیت نمبر ۷۹، سورہ حدید، آیت نمبر ۲، مسلم شریف، دہلی، ج ۲، ص ۳۲۷
- مشکوٰۃ شریف، کراچی، ص ۳۳، بخاری شریف، ج ۲، ص ۱۰۸۰، مشکوٰۃ شریف، ج ۱، ص ۶۹
- ۵۲۶ سورہ مائدہ، آیت نمبر ۱۲، سورہ فتح، آیت نمبر ۹، سورہ اعراف، آیت نمبر ۱۵۷
- ۵۲۷ ایضاً، سورہ مائدہ، آیت نمبر ۱۲، سورہ النساء، آیت نمبر ۱۰۳

ہدیہ ۵ روپے



